مولانا عبد الرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

حضرت مولانا حافظ عبد الغفور رحمہ اللہ

ملک و ملت کے جانثاروں کا شہر جہلم، جو دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے ـــــ بلند و بالا پہاڑوں کے وسط میں یہ چھوٹا سا مگر خوبصورت شہر مختصر لیکن پُر رونق بازاروں سے مُزین ہے۔

ربِّ جلیل کا کس قدر احسان ہے کہ اس نے ایک مردِ مجاہد، دینِ حقہ کی خاطر آرام و مال کو تج دینے والے، توحیدِ الٰہی کے علمبردار اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع و پیامبر مولانا حافظ عبد الغفور (المعروف جہلمی) کو یہاں لا آباد کیا ـــــ اس درویش صفت انسان کی پوری زندگی اللہ کے دین کی خدمت میں گزری، اور اس نے اپنے ترکہ میں اللہ کی مساجد، اللہ کے دین کی دعوت و تعلیم کے لیے جامعات اور وہ اولاد چھوڑی جو دینِ اسلام کی خدمت کے لیے ہمہ وقت و ہمہ تن مصروف و وقف ہے ـــــ حافظ صاحب کی وفات کے وقت ہر آنکھ اشکبار تھی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ اہلِ جہلم سے ایک مشفق اور عزیز ترین ساتھی بچھڑ گیا ہے ـــــ الفضل ما شهدت به الاعداء! ـــــ لیکن ان کے نمایاں کارنامے آج بھی گویا زبانِ حال سے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ وہ حیاتِ جاوداں پا گئے۔ وفا شعار بیٹوں نے فوراً ہی کمرِ ہمت باندھی اور اپنے والدِ مرحوم کے مشن کو نہ صرف جاری رکھا، بلکہ کامیابی کے ساتھ اسے مزید آگے بڑھایا ـــــ فللّٰہ الحمد!

ایں سعادت بزورِ بازو نیست\
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

راقم نے حافظ صاحب مرحوم کی وفات کے جلد بعد ہی ان کی خدماتِ جلیلہ اور مساعیٔ حسنہ پر خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ایک مضمون آج سے پانچ چھ سال قبل تحریر کیا تھا ـــ اب چاہتا ہوں کہ اسے ہدیۂ قارئینِ حزین کر دوں کہ یہ جریدہ بھی آپ ہی کی اولاد کی کاوشوں کا ثمر ہے، اور یوں یہ حافظ صاحب مرحوم و مغفور کے لیے صدقۂ جاریہ کی حیثیت رکھتا ہے ـــ (عاجز مالیر کوٹلوی)

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ

بجھ گئی اِک اور شمعِ محفلِ جانانہ آج
جل رہا ہے آتشِ حسرت میں ہر پروانہ آج

اک جھلک جس کی دوائے چشمِ دردِ شوق تھی
چل دیا منہ ڈھانک کر وہ رونقِ کاشانہ آج

عالمِ دیں، حافظِ قرآن وہ عبدالغفور
چل بسا اک عالمِ اسلام کا فرزانہ آج

بن گیا تفسیرِ "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ" کی
اُٹھ گیا دنیائے دُوں سے اُس کا آب و دانہ آج

خون ہو کر بہہ گیا دل دیدۂ بے تاب سے
ہو گیا خالی چھلک کر صبر کا پیمانہ آج

شہرِ جہلم ہو گیا محروم اُس ہستی سے تو
کتنی آنکھیں ڈھونڈتی ہیں جس کو بے تابانہ آج

ہے یہ عاجز اُس کے حُسنِ خُلق کی زندہ مثال
رو رہا ہے اُس کے غم میں اپنا اور بے گانہ آج

پیکرِ زہد و تقویٰ، آئینۂ حلم و وفا، خادمِ دینِ ہدیٰ، متبعِ سنتِ خیرالوریٰ، آسمانِ علمِ دین کا روشن ستارہ حافظِ قرآن حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کون تھے کیا تھے؟ اس کے متعلق دینی پرچوں میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، میں اسے دہرانا نہیں چاہتا ـ فکر کی یہ بات ہے کہ وہ کہاں گئے؟ ـــ وہ جہاں گئے ہم بھی وہاں جائیں گے ـــ لیکن یاد رہے ؎

جانا ہی جب یاد نہیں پھر آنا بھی ناکام گیا
آنے والا جائے گا آخر صبح گیا یا شام گیا

حافظ صاحب مرحوم و مغفور سے اس فقیر کی آخری ملاقات امسال حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ، حرمِ پاک میں بابِ عبدالعزیز اور بابِ بلالؓ کے درمیان مکبّرالصوت کے قریب برآمدوں میں ہوئی ـ یہ وہ جگہ ہے جہاں جماعت اہلِ حدیث کے ہر دلعزیز حافظ فتحی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھا کرتے ـ اور ہند و پاک کے بڑے

بڑے علماء وصلحاء اُن کے اردگرد جلوس فرما ہوتے تھے۔

اس مقام پر امیر جمیعت اہل حدیث صوبہ پنجاب حافظ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ اکثر نمازِ ظہر عصر اور مغرب عشاء کے وقت اپنے احباب علماء کرام مولانا سید حبیب الرحمٰن آف راولپنڈی مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، شاہد بشیر، مولانا عبدالعزیز خطیب مرکزی جامع اہل حدیث اسلام آباد، قاضی محمد اسلم سیف، مولانا اللہ یار، مولانا عبدالوکیل الملکی، مولانا حافظ ثناء اللہ وغیرہم کے جلو میں جلوہ فرما ہوتے۔ ان مجالس میں یہ عاجزہ بھی شریک ہوتا۔ آنے والے اصحاب اکثر آپ سے مسائل پوچھتے، آپ بخندہ پیشانی انہیں تسلی بخش جواب دیتے ـــــ کسے خبر تھی کہ یہ آفتابِ علم جو عرصۂ دراز سے تاریک دلوں کو منور کر رہا تھا، اب قریب ہی اچانک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو جائے گا ؎

موت سے پہلے جو مصروفِ تکلّم تھا ابھی — لمحہ بھر کے بعد وہ اک سازِ بے آواز تھا
موت آئی اور انساں کو اچک کر لے گئی — اقربا مجبور تھے معذور چارہ ساز تھا
اُلفتِ اہلِ جہاں پر کیا بھروسہ کیجیے — جا رہے ہیں ڈال کر مٹی وہ جن پہ ناز تھا

آہ اے عاجزؔ نظر آتے نہیں وہ لوگ آج
لب پہ جن کے ذکرِ حق، سینوں میں سوز و ساز تھا

ہماری دعا ہے، وہ رب الکریم، غفور الرحیم جماعت کے اس محبوب قائد کے سیئات سے درگزر فرمائے، حسنات کو شرفِ قبولیت سے نوازے، انھیں جنت الفردوس میں رفع درجات سے مشرف فرمائے، پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، اور اُن کی اولاد کو اپنے والدِ بزرگوار کے مشغلۂ دین کو آگے بڑھانے کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

دوسروں کو مرتے ہوئے دیکھ کر انسان کو اپنی موت یاد نہیں آتی ـــــ محسنِ انسانیت، مشفقِ اعظم ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"کفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظاً" (الترغیب)

"(دوسرے کی موت (سمجھ دار کے لیے) مکمل وعظ ہے"

انسان کے سامنے جب انسان موت سے ہمکنار ہوتا ہے ـــــ کسی کا بھائی، کسی کی بہن، کسی کی ماں، کسی کا باپ، کسی کا دوست، کسی کا پڑوسی جس وقت موت کی آغوش میں جاتا ہے، اور وہ اپنے ہاتھ سے اسے غسل دیتا ہے، کفن پہناتا ہے، نمازِ جنازہ ادا کرتا ہے، قبر میں دفن کرتا ہے اور پھر وہ اس کا عزیز ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے جدا ہوتا ہے۔ یہ

اسے قبرستان میں مٹی کے ڈھیر میں دیکھتا ہے ـــــ تب کیا یہ تعجب و حیرت کا مقام نہیں کہ ایسا دہشت ناک منظر دیکھ کر بھی وہ خود کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتا؟ وہ کیوں اپنی اصلاح نہیں کرتا؟ کیوں اعمالِ بد نہیں چھوڑتا؟ کیوں نیکی کا راستہ اختیار نہیں کرتا؟ کیوں فکرِ آخرت میں غرق نہیں ہوتا اور وہ سفرِ آخرت میں پیش آنے والے مراحل کے لیے کیوں زادِ راہ مہیا نہیں کرتا؟ ـــ مجھے بھی سوچنا چاہیے اور اے پیارے قاری آپ کو بھی! موت مجھے بھی گلے لگائے گی اور آپ کو بھی سہ

موت سے بھاگتا ہے تُو عاجزؔ
موت سے موت کو فرار نہیں

"اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ" (النسآء : ۷۸)

"تم جہاں کہیں بھی ہو، موت تمہیں پالے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو" سہ

آتے رہتے ہیں پیشِ نظر دن رات جنازوں کے منظر
حیرت ہے کہ پھر کیوں اپنی اجل ہم دل سے بھلائے بیٹھے ہیں

کہیں موت اچانک نہ آجائے:

"عن ابن عباس رضؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واحذروا التسویف فانّ الموت یأتی بغتۃ ولا یغترّنّ احدکم بحلم اللّٰہ عزّوجلّ" (الترغیب ج ۴ ص ۹۶)

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (توبہ میں تاخیر نہ کرو، اس لیے کہ بعض مرتبہ) موت اچانک آجاتی ہے۔ اور کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی بُردباری پر مغرور نہ ہو (اللہ کی پکڑ بھی بڑی سخت ہے، لہٰذا اس کی معصیت کی جرأت نہ کرے)"!

سہ عاجزؔ کہیں آجائے نہ وہ وقت اچانک
جس وقت کہ توبہ کی بھی مہلت نہیں رہتی

انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے وقت کی قدر و قیمت پہچانے اور حصولِ قربِ الٰہی کے سوا وہ لمحہ بھر ضائع نہ کرے۔ ہمارے اکابر کا یہ دستور تھا کہ وہ لمحات کو ضائع نہیں ہونے دیتے

تھے۔ جب انسان کو علم ہو جائے کہ خواہ وہ کتنی ہی کوشش کرے بالآخر موت اس کے تمام کاروبار ختم کر دے گی، تو وہ زندگی بھر وہی کام کرے گا جس کا اجر موت کے بعد بھی اُسے ملتا رہے۔

؎ ہیں سامنے جس کے رہِ منزل کے تقاضے عاجزؔ وہ کبھی بے سروساماں نہیں ہوتا

آخرت کے لیے اس طرح عمل کرو گویا کہ تم کل ہی مرنے والے ہو ؎

حسرت و ندامت کا کچھ حاصل ہے اور نہ فائدہ موت ہے گھات میں تیری عاجزؔ ایک تو ہے کہ محوِ غفلت ہے

"عن انس رض عن النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم اصلحوا الدنیا واعملوا لآخرتکم کانّکم تموتون غداً" (کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۴۷)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اپنی دنیا بھی سنوارو اور آخرت کے لیے اس طرح عمل کرو گویا کہ تم کل مرنے والے ہو"

؎ آہ اے عاجزؔ دمِ آخر مجھے آیا یقیں زندگی کا میرا ہر لمحہ کفن بر دوش تھا

آخرت کی ندامت:

مرنے کے بعد نیک و بد دونوں پشیمان ہوں گے:

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یموت الّا ندم قالوا وما ندامتہٗ یا رسول اللہ قال ان کان محسنا ندم ان لّا یکون ازداد وان کان مسیئا ندم ان لایکون نزع" (ترمذی)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، ہر شخص موت کے بعد (اپنی زندگی پر) پشیمان ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی، اے اللہ کے رسولؐ! اُسے کیا ندامت ہوگی؟ حضورؐ نے فرمایا، اگر مرنے والا نیک ہے تو اسے یہ حسرت ہوگی کہ اُس نے نیکی زیادہ کیوں نہ کی؟ اور اگر وہ بدکار ہے تو وہ پشیمان ہوگا کہ اُس نے بُرائی چھوڑ کیوں نہ دی!"

دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ "یَوْمَ الْحَسْرَۃِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ" یعنی اُس حسرت کے دن جس میں فیصلہ کیا جائے گا، شرمندگی اٹھانے اور احباب و اقارب کے سامنے ذلیل و رسوا ہونے سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی معصیت سے قطعی اجتناب کیا جائے۔